بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمة المدیر

قوموں کی تعمیر و ترقی میں

نصاب تعلیم کی اھمیت

ہر زندہ قوم اپنی تہذیب، ثقافت، ضرورت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق بچوں اور جوانوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرتی ہے جس کیلئے بلند پایہ علماء، ماہرین تعلیم، مفکرین اور دانشوروں کی خدمات حاصل کر کے بہترین نصاب مرتب کرایا جاتا ہے۔ ایسا نصاب جو اس قوم کی تہذیب اور اس کے مزاج سے ہم آہنگ ہو۔ اور خاص کر پرائمری اور مڈل کی سطح کا نصاب بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ بچوں کی زندگی میں یہی وہ مرحلہ ہے جب ان کی شخصیت بنتی سنورتی ہے اور ان میں اعلیٰ اخلاقی قدریں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں صحیح اور غلط کی پہچان ہوتی ہے، نیکی، اچھائی، خیرخواہی، ہمدردی، سچائی ایسے اوصاف حمیدہ پروان چڑھتے ہیں۔ جھوٹ، فریب، مکاری، دھوکہ، نفاق جیسی بُری خصلتوں سے نفرت ہوتی ہے۔ اس میں جہاں اچھے، مخلص اور ہمدرد اساتذہ اور مربیوں کی ضرورت ہے وہاں عمدہ نصاب کی بھی ضرورت ہے۔ یہی بچے ہمارا مستقبل ہیں جو بہترین معالج، انجینئرز، سائنسدان، علماء، ادیب اور ملک کی اعلیٰ قیادت پر فائز ہونگے۔

ایک وقت تھا جب ان باتوں کا بہت خیال رکھا جاتا تھا اور آج بھی بعض ممالک اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ جن میں سعودیہ، کویت، متحدہ عرب امارات اور ملائیشیا خاص طور پر شامل ہیں۔ جہاں کا مکمل نصاب اسلامی روایات کا آئینہ دار ہے۔ والدین پورے اعتماد کے ساتھ اپنے بچوں کو ان مدارس کے سپرد کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کے بچوں اور نوجوانوں میں اسلامی تعلیمات سے آگاہی پائی جاتی ہے۔ اور وہ اسلامی قدروں سے بخوبی آشنا ہیں اور ان میں اسلامی روایات کو نبھانے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ حال ہی میں ریاض سعودی عرب میں ایسے ایم بی بی ایس ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی جو کہ کنگ فیصل ہسپتال میں سرجن ہیں اور اپنے شعبے میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کے قول و فعل میں نہ صرف یکسانیت ہے بلکہ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ ان کے کردار میں ایک صحیح مسلمان کی جھلک نظر آتی ہے۔ سچائی، محبت، ہمدردی اور خیرخواہی جیسے اوصاف سے مالا مال ہیں۔ اسلامی شریعت پر سختی سے کاربند ہیں اور قدم قدم پہ اسلامی تہذیب و ثقافت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ یہ ساری خوبیاں ان میں اس لئے پائی جاتی ہیں کہ انہوں نے ابتداء سے لیکر آخر تک مکمل تعلیم سعودی عرب میں حاصل کی ہے۔ جہاں کے نصاب اور ماحول نے ان پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور ان کی اچھی تعلیم اور اعلیٰ تربیت نے انہیں ایک مثالی مسلمان ڈاکٹر بنا دیا ہے۔

ایک اچھے نصاب کا یہی کمال ہے اس میں جہاں معلوماتی علم ہوتا ہے وہاں اخلاقیات کو سنوارنے کیلئے کافی مواد ہوتا ہے جس کا تعلق اس کے دینی، تہذیبی و ثقافتی پہلو سے ہوتا ہے۔ جو زیر تعلیم بچوں اور نوجوانوں کو بنانے اور سنوارنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے اور ان میں کردار کی پختگی پیدا کرتا ہے۔ صحیح کردار ہی انسان کو چٹان جیسا مضبوط بنا دیتا ہے۔ کوئی ڈر یا خوف اسے حق سے نہیں روک سکتا۔ بڑے سے بڑا لالچ عدل کرنے اور سچائی کہنے سے نہیں روک سکتا۔ وہ اپنے دین، سماج اور وطن سے کبھی غداری کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جاپان، چین اور ملائیشیا کی ترقی کا راز بھی اسی میں ہے، یہ ممالک محکمہ تعلیم پر خصوصی نظر رکھتے ہیں۔ ان کی تعلیمی پالیسیاں کسی دوسرے ملک کے تابع نہیں ہوتیں اور نہ ہی کسی بیرونی مداخلت کو برداشت کرتی ہیں۔ ان کا نصاب اور نظام تعلیم بہترین قومی مفاد میں ہوتا ہے۔ جس میں اعلیٰ اخلاقی روایات کا اہتمام کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے جو لوگ بھی ان ممالک میں جاتے ہیں، ایک بات پر سب متفق ہیں کہ ان ممالک کے تاجر اور عام لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔ یہ وہاں کے نصاب تعلیم کا کرشمہ ہے۔

مگر افسوس کہ پاکستان کا محکمہ تعلیم غلامانہ دور سے نہ نکل سکا۔ آج ساٹھ سال بعد بھی ہمارا انتظام تعلیم اور نصاب بے حد فرسودہ اور غلامانہ ذہنیت پیدا کر رہا ہے۔ اسلامی ریاست ہونے کی وجہ سے جتنا اہتمام ہمیں کرنا چاہئے تھا یہاں اتنی غفلت، لاپرواہی اور غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا گیا۔ اور اس اہم ترین شعبے کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور نصاب سازی کا کام ایسے لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے جو کسی طرح بھی اس کی اہلیت اور صلاحیت نہیں رکھتے۔ بلکہ جان بوجھ کر ایسے افراد منتخب کئے جاتے ہیں جو اسلامی تہذیب و ثقافت سے بیزار ہوں اور اس سے نفرت کرتے ہوں۔ اسلام کو فرسودہ اور ناقابل عمل نظام سمجھتے ہوں، اسلام کی تابندہ روایات سے کبیدہ خاطر ہوں۔ جن کی رگوں میں مغربی تہذیب کا خون گردش کرتا ہو۔ جن کے ہاں مرد و زن کا اختلاط ترقی کا ضامن ہو اور حیا باختہ ماحول انسانی آزادی کا امتیاز! وہ ایک ایسی نسل کو وجود بخشا چاہتے ہیں جن کے ہاں رشتوں کا تقدس کوئی مفہوم نہیں رکھتا جن کے ہاں مادیت ہی عبادت کے لائق ہے۔ اور اس ثروت کے حصول کیلئے تمام ذرائع بروئے کار لائے جا سکتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اللہ کی زمین پر سب سے زیادہ فساد اور فتنہ انگیزی کرنے والوں کو نصاب سازی پر لگا دیا گیا۔ جنہوں نے اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل میں زہر آلود نشتروں سے کاری زخم لگائے۔ جن سے یہ معاشرہ ایک ناسور کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ بھاری بھرکم معاوضہ اور غیر محدود مراعات حاصل کرنے والوں نے قوم کو ایسی بھٹی میں جھونک دیا جہاں سے اپنی آزادی، خودی اور حریت کو پامال کئے بغیر باہر نکلنا ممکن نہیں ہے۔ دکھ اور افسوس کی بات یہی ہے کہ محکمہ تعلیم کے ذریعے نصاب اور نظام تعلیم کو برباد کرنے والے بھی اسی مٹی سے تعلق رکھتے ہیں، خود ان کی اولادیں ملک سے باہر اپنی تعلیم مکمل کر رہی ہیں۔

سن اسّی کی دہائی میں جب جنرل ضیاء الحق صدر مملکت تھے، چند اصلاحات

محکمہ تعلیم کے ذریعے نافذ کی گئی۔ ان میں سکولوں اور کالجوں میں نماز ظہر کا وقفہ دیا گیا۔ تاکہ تمام سٹاف اور طلبہ نماز باجماعت ادا کریں۔ اب تک اس پر عمل ہوتا رہا لیکن موجودہ روشن خیال حکومت اسے وقت کا ضیاع سمجھتی ہے۔ لہٰذا ایک حکم نامہ کے ذریعے یہ وقفہ ختم کر دیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے پنجاب میں فیصلہ ایک ایسے وزیراعلیٰ کے دور میں ہوا جن کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ دیندار گھرانے سے ہیں۔

وفاقی وزیر تعلیم (جو خیر سے ساری زندگی فوج میں رہے اور تعلیم کا کوئی تجربہ نہیں رکھتے) نے بھی گذشتہ دنوں دینیات کے مضامین سے نماز کے طریقے کو نکالنے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے اور مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ یہ فریضہ وہ گھروں میں خود سرانجام دیں کیونکہ سکولوں میں نماز کا طریقہ بتانے سے تعلیم کا معیار ختم ہو رہا ہے اور اسلامی مضامین پڑھانے سے تعلیم کا بیڑہ غرق ہوا ہے۔

چونکہ ان کے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد مال و دولت کا حصول ہے لہٰذا ہر وہ نظام تعلیم جو اچھے انسان پیدا کرے بااخلاق نوجوان اور اسلامی اقدار کے حامل لوگ تیار کرے، فرسودہ ہے۔ اس کا نام ونشان مٹانا ان کی ذمہ داری ہے۔ حالانکہ ایک اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نماز کا اہتمام کرائے۔ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (سورۃ الحج:۴۱)

اس کے لئے جو بھی ذرائع اختیار کئے جائیں درست ہیں، خصوصاً اپنی تمام درسگاہوں میں نماز کے طریقے پڑھانا، بتانا، سکھانا اور نماز کیلئے وقفہ دینا اور نماز ادا کرنے کی سہولت فراہم کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ لیکن کیا کیا جائے؟ جب حکومت خود ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان کا اعلان بھی کرے اور اسلام کے بنیادی رکن کو نصاب سے نکال دے۔ حالانکہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ نماز مسلم اور غیر مسلم کے درمیان امتیازی علامت ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بین الرجل وبین الکفر ترک الصلاۃ (صحیح مسلم) آدمی اور کفر کے درمیان حد فاصل نماز ہے۔ لہٰذا ایسے نشان اور امتیاز کو ختم کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ اگر اسلامی حکومت اس امتیاز کو قائم نہیں رکھ سکتی اور برسر اقتدار طبقہ شرم وحیا محسوس کرتا ہے تو اس کو فی الفور حکومت سے الگ ہو جانا چاہئے اور یہ ذمہ داری کسی ایسے افراد کے سپرد کر دینی چاہئے جو دین کے نفاذ میں کسی کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے کام کریں، کس قدر شرم کی بات ہے کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے قبل وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ خود مسلمان ہیں اور ایک اسلامی ریاست کے ذمہ دار ہیں۔ ایسا غیر اسلامی، غیر منطقی فیصلہ کر کے اپنے اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔؟

ہماری تمام دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین سے درخواست ہے کہ وہ بلاتاخیر اس بات کا محاسبہ کریں اور مشترکہ موقف اختیار کریں۔ اور موجودہ حکومت کو ایسا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کریں۔ کیونکہ یہ ہماری آئندہ نسل کی حفاظت اور انہیں اسلامی روایات پر قائم رکھنے کا مسئلہ ہے۔ امید ہے توجہ فرمائیں گے۔

حج ...... اتحاد و یکجہتی کا عظیم مظہر

اسلام کے بنیادی ارکان میں حج بھی شامل ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لاالہ الااللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکاۃ وحج البیت وصوم رمضان (صحیح بخاری)

یہ ہر مرد اور عورت، عاقل، بالغ، صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اور جو لوگ طاقت کے باوجود حج نہیں کرتے ان کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور اس عزم کا اظہار فرمایا کہ مختلف علاقوں میں آدمی بھیج کر جائزہ لوں کہ جو لوگ طاقت کے باوجود حج نہیں کرتے ان پر جزیہ لگا دوں کیونکہ وہ مسلمان نہیں۔

حج ایسی عبادت ہے جس کی ادائیگی کے مخصوص ایام میں مکہ مکرمہ میں پہنچنا ضروری ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان جو حج کرنا چاہیں ایک جگہ ایک دن ایک لباس میں ایک تلبیہ (لبیك اللھم لبیك لا شریك لك لبیك ......) ایک قبلہ، ایک مقصد، ایک طریقہ کے ساتھ میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں جہاں اتحاد و یکجہتی کا عدیم المثال مظاہرہ کرتے ہیں۔ نہ کوئی وطن نہ قبیلہ، نہ رنگ نہ نسل، نہ امیر نہ غریب، نہ حکمران نہ رعایا۔ سب ایک اللہ کے حضور بندہ و غلام بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ منظر ہے جسے اللہ تعالیٰ خود فرشتوں کو دکھاتے ہیں اور فخر کا اظہار فرماتے ہیں اور سب کی بخشش کا اعلان فرماتے ہیں۔ اور اگر مسلمان حج کا درس اور سبق یاد رکھیں اور عام زندگی میں بھی اس کا مظاہرہ کریں، کم از کم فرقہ واریت، گروہ بندی، سیاسی خلفشار، ذاتی رنجشیں خود بخود ختم ہو سکتی ہیں۔ لیکن افسوس کہ حجاج کرام یہ تمام حکمت بھری باتیں حرم میں چھوڑ آتے ہیں۔ اور معمول کی زندگی میں اس کے اثرات بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ حج میں انسان جہاں بہت سی اچھی باتیں سیکھتا ہے وہاں صبر و تحمل اور ایثار و قربانی کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی جذبہ اگر انسان میں پرورش پا جائے تو بہت سارے مسائل از خود ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام حجاج کرام کا حج قبول فرمائے۔ نیز انہیں حج کے ثمرات سے بھی مستفید فرمائے۔ آمین

سپریم کورٹ کا مستحسن فیصلہ

ہرچند کہ بسنت اور پتنگ بازی کے نقصانات پر بے شمار مضامین شائع ہوتے رہے اور علماء کرام اپنی تقریروں میں بھی اسکے خطرناک نتائج سے آگاہ کرتے رہے ہیں۔ جہاں پتنگ بازی سے اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں وہاں جانی نقصان بھی ہوتا ہے لیکن حکومت نے کبھی بھی سنجیدگی سے اسکا نوٹس نہیں لیا تھا۔

اب جبکہ دھاتی اور کیمیکل ڈور سے بچوں اور بڑوں کی ہلاکت بڑھ گئی تھیں تو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس چوہدری افتخار احمد نے از خود نوٹس لیا اور پتنگ بازی اور ڈور سازی پر پابندی عائد کر دی۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر اہلیان لاہور اور دیگر شہروں کے باسیوں نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ اب حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس فیصلے پر سختی سے عملدرآمد کرائے۔

ہم اس جراتمندانہ فیصلے پر سپریم کورٹ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور استقامت کی دعا بھی کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ آئندہ بھی ایسے اہم قومی مسائل پر مفاد عامہ کا خاص خیال فرمائیں گے۔